لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ
(احزاب ۲۱)

تذکرۃ
الإمام ابن ماجہ

از

شیخ الحدیث حضرت مولانا فضل الرحمن اعظمی دامت برکاتہم

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

کتاب کا نام — تذکرۃ الإمام النسائی مع الإمام ابن ماجۃ

تاریخ اشاعت — جنوری ۲۰۰۸ء

سرورق — احباب زمزم پبلشرز

مطبع — احباب زمزم پبلشرز

ناشر — مدرسہ دعوۃ الحق دار الفقراء والمساکین
24 Limda Street Azaadville 1750
South Africa

ملنے کے دیگر پتے

مدرسہ دعوۃ الحق دار الفقراء والمساکین
24 Limda Street Azaadville 1750
South Africa

مدرسہ دعوۃ الحق
P.O Box 9362 Azaadville 1750
South Africa
Tel: 011-413-2854
Fax: 011-413-3634

مرتب مدظلہ کے مختصر حالات

ولادت و تعلیم : ولادت شوال ۱۳۶۵ھ ستمبر ۱۹۴۶ء کو مئو ناتھ بھنجن یو پی میں ہوئی، تعلیم شروع سے اخیر تک مئو ہی میں حاصل کی ۱۳۸۶ھ میں مفتاح العلوم میں فراغت ہوئی، بعد فراغت مختلف فنون کی مختلف کتابیں مزید پڑھیں، نیز قراءاتِ سبعہ عشرہ بھی پڑھیں، محدثِ کبیر علامہ حبیب الرحمٰن اعظمیؒ کے زیرِ نگرانی کتبِ فتاوی کا مطالعہ کیا اور فتاوی نویسی کی مشق کی، اساتذہ میں محدثِ اعظمیؒ، حضرت مولانا عبد اللطیف نعمانیؒ، حضرت مولانا عبدالجبار اعظمیؒ اور آپکے والدِ محترم مولانا قاری حفیظ الرحمٰن مدظلہ معروف ہیں.

خدمات : تین چار سال کے بعد مظہر العلوم بنارس تشریف لے گئے اور ترمذی، مشکوۃ وغیرہ مختلف کتابوں کی تدریس اور فتاوی نویسی کی خدمات انجام دیں، چار سال کے بعد ۱۳۹۴ھ میں جامعہ اسلامیہ ڈابھیل تشریف لائے اور یہاں بھی اکثر درسیات طحاوی، نسائی، ابن ماجہ، مؤطا امام مالک، مشکوۃ، جلالین، ہدایہ، متنبی، حماسہ، شرح جامی، ابنِ عقیل وغیرہ زیرِ درس رہیں، سبعہ عشرہ بھی پڑھائی، اور علمِ قراءت اور قراء کے تذکرہ پر مشتمل ایک مقدمہ بھی لکھوایا، اور تاریخِ جامعہ بھی مرتب فرمائی. ۱۴۰۶ھ میں آزادول جنوبی افریقہ تشریف لائے، یہاں بھی بخاری، ترمذی، مشکوۃ، الاشباہ والنظائر وغیرہ کتب زیرِ درس رہتی ہیں.

دعوت و تبلیغ کے ساتھ بھی بہت گہرا تعلق ہے، مختلف ممالک کا سفر بھی برابر جاری رہتا ہے.

تصوف اور خانقاہ سے بھی تعلق ہے اولاً شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحبؒ سے بیعت ہوئے پھر آپ ہی کے حکم سے حضرت مفتی محمود حسن صاحبؒ سے اصلاحی تعلق ہوا، پھر حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب مدظلہ سے تعلق ہوا اور خلافت سے نوازے گئے، چنانچہ اصلاحی سلسلہ بھی جاری ہے.

تصانیف : آپکی تصانیف ورسائل بھی ۵۰ کے قریب ہونگی، جن میں ۱۔ تاریخ جامعہ ڈابھیل گجرات ہند ۲۔ مقدمۂ بخاری ۳۔ مقدمۂ ترمذی ۴۔ مقدمۂ طحاوی ۵۔ قومہ جلسہ میں اطمینان کا وجوب اور ان میں اذکار کا ثبوت ۶۔ شب براءت کی حقیقت ۷۔ عمامہ ٹوپی کرتا ۸۔ صحیح اور مناسب تر مسافتِ قصر ۹۔ ترجمہ معدل الصلوۃ ۱۰۔ مفتی محمود حسن گنگوہیؒ اور جماعتِ تبلیغ. وغیرہ زیادہ معروف ہیں.

تفصیلی حالات آپکی سوانح میں ملاحظہ ہوں. العبد عتیق الرحمٰن الاعظمی غفرلہ ولوالدیہ آزادول جنوبی افریقہ

فہرست تذکرہ امام ابن ماجہ

مضامین صفحہ

مضامین	صفحہ
۱ تذکرہ امام ابن ماجہ نام ونسب	۶
۲ انتباہ (ائمہ صحاح ستہ میں سے کتنے ائمہ فارسی النسل ہیں؟)	۷
۳ ولادت	۸
۴ طلب علم	۸
۵ طلب حدیث کیلئے رحلت	۹
۶ حالات زندگی	۹
۷ وفات	۱۰
۸ علماء کا خراج تحسین	۱۰
۹ تصانیف	۱۱
۱۰ سنن کی خصوصیات	۱۲
۱۱ سنن ابن ماجہ کا شمار صحاح ستہ میں	۱۴
۱۲ صحت کے لحاظ سے ابن ماجہ کا درجہ	۱۵
۱۳ صحاح ستہ میں ابن ماجہ کا درجہ	۱۶
۱۴ تلامذہ	۱۶
۱۵ تعداد ابواب و احادیث	۱۷
۱۶ شروح و حواشی	۱۸
۱۷ مرتب مدظلہ کے مختصر حالات	۲۰

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تذکرہ امام ابن ماجہ [1]

ولادت ۲۰۹ھ وفات ۲۷۳ھ عمر شریف ۶۴

نام ونسب : محمد نام ، ابوعبداللہ کنیت ، الرّبعی القزوینی نسبت اور ابن ماجہ عرف ہے ، شاہ عبدالعزیز صاحب نے دادا کا نام عبداللہ لکھا ہے ، شجرۂ نسب یہ ہے : ابوعبداللہ محمد بن یزید الربعی مولاھم بالولاء القزوینی الشھیر بابن ماجہ .

ماجہ کے بارے میں سخت اختلاف ہے، بعض اس کو دادا کا نام سمجھتے ہیں جو صحیح نہیں ، بعض کا قول ہے کہ یہ آپکی والدہ کا نام ہے، علامہ سید مرتضی زبیدی نے بعض علماء سے اسکی تصحیح نقل کی ہے ، شاہ عبد العزیز صاحب نے بھی بستان المحدثین میں اسی کو صحیح قرار دیا ہے ، نواب صدیق حسن خاں نے بھی الحطہ بذکر الصحاح الستہ اور اتحاف النبلاء میں شاہ صاحب کی پیروی کی ہے ، تیسرا قول یہ ہے کہ ماجہ امام موصوف کے والد یزید کا لقب ہے ، شاہ عبدالعزیز نے عجالۂ نافعہ میں اسی کو اختیار کیا ہے اور بقیہ اقوال کو رد کردیا ہے ، اور یہی قول اکثر علماء کی تصریحات کے مطابق ہے ، خود شہر قزوین کے مؤرخین محدث رافعی اور حافظ خلیل نے اسی کی تصریح کی ہے ، نیز امام ابن ماجہ کے مشہور شاگرد حافظ ابوالحسن ابن القطان بھی جزم کے ساتھ باپ کا لقب بتاتے ہیں ، نووی نے تہذیب الاسماء و اللغات میں ، فیروز آبادی نے القاموس میں اور سندی نے شرح ابن ماجہ میں اسی قول کو اختیار کیا ہے ، اسلئے یہی قول قابلِ ترجیح ہے .

ماجہ فارسی نام ہے او غالبا ماہ یا ملجہ کا معرب ہے ، اس سے ظاہر ہے کہ امام ابن ماجہ عجمی

---

[1] ماخوذ از (ابن ماجہ اور علم حدیث) مؤلفہ مولانا محمد عبد الرشید نعمانیؒ .

نژاد ہیں عربی النسل نہیں ، اس لئے رَبعی جو آپ کی نسبت ہے یہ نسلی نہیں بلکہ نسبت ولاء ہے ، ابن خلکان نے اس کی تصریح کی ہے ۔

قزوین عراق عجم کا ایک مشہور شہر ہے ، یہ ایران کے صوبہ آذربائیجان میں واقع ہے ، یہاں کی خاک سے بڑے بڑے محدثین اور فقہاء پیدا ہوئے جنکے ذکر سے تواریخ قزوین مالا مال ہیں ۱؎

حضرت سلمان فارسیؓ پر دست مبارک رکھ کر حضور نبی کریم ﷺ نے یہ جو ارشاد فرمایا تھا:

لو کان الایمان بالثریا لناله رجال من هؤلاء (بخاری،مسلم) اسکا مصداق عام طور پر امام ابو حنیفہؒ اور دیگر علماء احناف کو سمجھا جاتا ہے اسلئے کہ جو قبول عام فارس و عجم کے علاقوں میں فقہ حنفی کو حاصل ہوا وہ دوسرے مذاہب کو حاصل نہیں ہوسکا ، لیکن نواب صدیق حسن خاں نے اس حدیث کا مصداق صحاح ستہ کے مصنفین اور دیگر محدثین کو بتایا ہے ، شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے محدثین کے ساتھ فقہاء کو بھی شامل فرمایا ہے ، اور پھر انکے شاگرد بیہقیِ وقت قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ نے محدثین و فقہاء کے ساتھ صوفیہ کو بھی شامل کرلیا ہے ، حدیث میں رجال کا لفظ جو بصیغۂ جمع آیا ہے اس کو عام رکھنا اور علم و ایمان کے تمام خدام کو اس میں داخل کرنا خواہ وہ کسی شعبہ سے تعلق رکھتے ہوں یہی قرینِ قیاس ہے ، اسلئے یہ کہنا درست ہے کہ اس حدیث کا مصداق امام ابن ماجہ بھی ہیں ۔

فی الجملہ نسبتے بتو کافی بود مرا بلبل ہمیں کہ قافیۂ گل بود بس است (تحفۃ الاحرار جامیؒ)

اگرچہ اپنی جگہ پر یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ فارس کی سرزمین سے جتنی بھی بڑی شخصیتیں ابھری ہیں ان کی اکثریت احناف ہی کی ہے ، اسلئے للاکثر حکم الکل کے قاعدہ سے یہ کہنا کہ اس حدیث کے مصداق امام ابو حنیفہؒ اور ان کے گروہ کے لوگ ہیں غلط نہیں ہے ۔

انتباہ : تعجب ہے کہ شاہ ولی اللہ صاحب اور نواب صاحب نے صحاح ستہ کے تمام مصنفین کو اہل فارس میں شمار کیا ہے حالانکہ تاریخ سے امام بخاری اور ابن ماجہ کے سوا کسی

۱؎ ص ۱ تا ۴

کا فارسی النسل ہونا ثابت نہیں اسی طرح اس فضیلت کو پانے کیلئے فارسی النسل ہونا ضروری ہے صرف فارس میں توطن کافی نہیں جیسا کہ قاضی ثناء اللہؒ پانی پتی نے گمان فرمایا ہے [۱]

ولادت : آپ کی ولادت با سعادت جیسا کہ آپ نے خود بیان فرمایا ۲۰۹ھ میں ہوئی جو ۸۲۴ء کے مطابق ہے ، اس اعتبار سے اگر بقیہ مصنفین صحاح ستہ اور امام احمد بن حنبل اور یحیٰ بن معین سے آپ کی معاصرت کا حساب لگایا جائے تو حسب ذیل ہوتا ہے :

ابن معینؒ متوفی ۲۳۳ھ کے انتقال کے وقت آپ کی عمر ۲۴ سال تھی .

امام احمدؒ متوفی ۲۴۱ھ کے انتقال کے وقت آپ کی عمر ۳۲ سال تھی .

امام بخاریؒ متوفی ۲۵۶ھ کے انتقال کے وقت آپ کی عمر ۴۷ سال تھی .

امام مسلم متوفی ۲۶۱ھ کے انتقال کے وقت آپ کی عمر ۵۲ سال تھی .

امام ابو داود متوفی ۲۷۵ھ سے آپ صرف ۷ سال چھوٹے تھے ، وفات امام ابو داود سے ۲ سال پہلے ہوئی .

امام ترمذی متوفی ۲۷۹ھ سے آپ صرف ۹ سال چھوٹے تھے اور ان سے ۶ سال پہلے آپ کی وفات ہوئی .

امام نسائی متوفی ۳۰۳ھ سے آپ ۶ سال بڑے تھے اور ۳۰ سال پہلے انتقال ہوگیا [۲]

طلب علم : قزوین جو آپ کا مولد و مسکن تھا ، جب آپ نے آنکھیں کھولیں تو علم حدیث کا ایک مرکز بن چکا تھا ، بڑے بڑے علماء مسند درس و افتاء پر جلوہ گر تھے اور علم کی متاع گراں مایہ لٹا رہے تھے ، امام موصوف کے بچپن کے حالات تو بالکل پردۂ خفا میں ہیں ، عام دستور کے مطابق آپ نے وطن عزیز ہی میں تعلیم کی ابتدا کی ہوگی ، قرآن کریم اور ابتدائی تعلیم کے بعد طلب حدیث کی طرف متوجہ ہوئے ہوں گے اور پہلے قزوین کے محدثین سے استفادہ کیا ہوگا ، چنانچہ قزوین کے جن مشائخ سے سنن میں احادیث روایت کی ہیں وہ یہ ہیں :

---

[۱] ص ۶ تا ۸ [۲] ابن ماجہ اور علم حدیث ص ۹

علی بن محمد ابو الحسن طنافسی ، عمرو بن رافع ابو حجر بجلی ، اسماعیل بن توبہ ابو سہل قزوینی حنفی تلمیذ امام محمدؒ ، ہارون بن موسی بن حیان تمیمی ، محمد بن ابی خالد ابو بکر قزوینی ۱

طلب حدیث کیلئے رحلت: رحلت وہ مقدس سفر ہے جو علم دین کی تحصیل کے لئے کیا جاتا تھا، یہ وہ مبارک عہد تھا جس میں علم نبوی کے لئے گھر چھوڑنا اور دور دراز ممالک کا سفر اختیار کرنا مسلمانوں کا خصوصی شعار تھا، محدثین کے حالات پڑھنے سے لفظ رحلت بجائے خود ایک مقدس لفظ معلوم ہونے لگتا ہے، ہائے کیسا مقدس تھا وہ گروہ جس نے سفر کرتے کرتے خود لفظ میں تقدس پیدا کر دیا.

امام موصوف نے اسی مبارک دستور کے مطابق ۲۳۰ھ کے بعد غالباً عمر عزیز کے تیئیسویں سال وطن مالوف سے قدم باہر نکالا اور علم حدیث کے لئے اس وقت کے تقریباً تمام ہی مشہور شہروں اور ملکوں میں تشریف لے گئے ، ملکوں میں خراسان ، عراق ، حجاز ، مصر ، شام اور شہروں میں بصرہ ، کوفہ ، بغداد ، رَے ، مکہ اور دمشق کو خصوصیت سے مؤرخین نے ذکر کیا ہے، ان کے علاوہ کی طرف وغیرھا من البلاد کہہ کر اشارہ کر دیا ہے. امام موصوف کے اساتذہ جن سے آپ نے روایتیں ذکر کی ہیں ، مندرجہ ذیل مقامات کے باشندے یا نزیل تھے :
اصفہان ، اہواز ، ایلہ ، باکسایا ، بالس ، بغداد ، بصرہ ، بلخ ، بیت المقدس ، تنیس ، جرجرایا، حران ، حدیثہ ، حمص ، دمشق ، دامغان ، رقہ ، رملہ ، رَے ، سامرّا ، سمنان ، عسقلان ، کوفہ ، مدینہ ، مکہ ، مرو ، مصر ، نیشاپور ، ہمذان ، واسط ۲

حالات زندگی: امام موصوف کے حالات زندگی سے تذکرہ نگار بالکل خاموش ہیں ، اسلئے اس کا پتہ چلانا ناممکن ہے ، تاہم اس قدر ظاہر ہے کہ اس رحلت علمیہ میں جو طلب حدیث کی غرض سے امام نے کی تھی ، برسوں ہی صرف ہوئے ہوں گے کیونکہ اس زمانہ کا سفر آج کی طرح آسان نہ تھا ، ایک ملک سے دوسرے ملک کی مسافت مہینوں میں طے ہوتی تھی ،

---

۱ ص ۱۱ تا ۱۳ ۲ ص ۱۳ و ص ۲۸ و ص ۲۹

پھر ہر جگہ اتنی مدت تک قیام بھی ضروری تھا جس میں خاطر خواہ استفادہ ہو سکے، اسلئے یقیناً عمر عزیز کی ایک خاصی مدت اس مبارک سفر میں نذر ہوگئی ہوگی، اور پھر جب حافظ حدیث ہو کر وطن مالوف کی طرف مراجعت کی ہوگی تو جس فن کو اتنی جانفشانی اور محنت سے حاصل کیا تھا اسی کی خدمت زندگی کا محبوب ترین مشغلہ رہا ہوگا، زندگی کے اوقات کبھی حدیث پاک کے درس و تدریس میں صرف ہوئے ہوں گے، اور کبھی اسکی تالیف و تدوین میں [1]

وفات: امام ابن ماجہ کی وفات خلیفہ المعتمد علی اللہ عباسی کے عہد میں ہوئی، بقیہ مصنفین صحاح ستہ نے بھی بجز امام نسائی کے اسی کے دور خلافت میں وفات پائی، آپ کی وفات ۲۱ رمضان بروز دوشنبہ ۲۷۳ھ کو ہوئی، سہ شنبہ ۲۲ رمضان کو دفن کئے گئے، آپ کے بھائی ابو بکر نے نماز جنازہ پڑھائی اور آپ کے ہر دو برادران ابو بکر اور ابو عبد اللہ اور صاحبزادہ عبد اللہ نے قبر میں اتارا اور دفن کیا، غسل کا شرف محمد بن علی قہرمان اور ابراہیم بن دینار وراق کو حاصل ہوا.

متعدد شعراء نے خراج عقیدت پیش کئے اور دردناک مرثیے لکھے، چند اشعار یہ ہیں:

فمَن یرجی لعلم او لحفظ — بشرح بین مثل ابن ماجہ

و من لمصنفات مسندات — و منتخباتِها بعد ابن ماجہ

و من یعطی الذی اعطاہ ربی — من التبیین و الفقہ ابن ماجہ

ایا عبد الالہ مضیت فردا — و ما خلّفت مثلک یا ابن ماجہ

رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ وغفر لہ مغفرۃ شاملۃ [2]

علماء کا خراج تحسین: امام ابن ماجہ کی امامتِ فن، جلالتِ شان، وسعتِ نظر حفظ حدیث اور ثقاہت کے تمام علماء معترف ہیں، ہر دور کے تذکرہ نویسوں نے آپ کی شان میں اونچے الفاظ استعمال کئے ہیں، حافظ ذہبی نے کہا: الحافظ الکبیر المفسر صاحب السنن و

---

۱ ص ۱۲۳ — ۲ ص ۱۲۲ تا ۱۲۳

التفسیر و التاریخ و محدث تلک الدیار. (تذکرہ)، مؤرخ ابن ناصر الدین کے الفاظ یہ ہیں: ھو احد الائمۃ الاعلام وصاحب السنن احد کتب الاسلام حافظ ثقۃ کبیر. ابن خلکان نے لکھا: الحافظ المشھور مصنف کتاب السنن فی الحدیث کان اماما فی الحدیث عارفا بعلومہ و جمیع ما یتعلق بہ. محدث خلیلی کہتے ہیں: ثقۃ کبیر متفق علیہ محتج بہ لہ معرفۃ بالحدیث وحفظ. وغیرذلک [1]

تصانیف: امام موصوف نے مندرجہ ذیل تصنیفات یادگار چھوڑیں:

(۱)۔ **التفسیر:** اسکے متعلق ابن کثیر نے تفسیر حافل کہا ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک ضخیم تفسیر ہے، اس میں امام ابن ماجہ نے قرآن کریم کی تفسیر سے متعلق جس قدر احادیث اور اقوال صحابہ و تابعین مل سکے ہیں بالاسناد جمع کردیا ہے، اسکے رجال کا ترجمہ مزی نے تہذیب الکمال میں درج کیا ہے۔

(۲)۔ **التاریخ:** اس کا تعارف ابن خلکان نے تاریخ ملیح اور ابن کثیر نے تاریخ کامل سے کرایا ہے، اس میں امام ابن ماجہ نے صحابہ سے لے کر اپنے زمانہ کے بلاد اسلامیہ اور راویان حدیث کا تذکرہ کیا ہے، رجال کی تاریخ فنون حدیث میں ایک اہم فن ہے، اس کے بغیر حدیثوں کی صحت وسقم کا پتہ نہیں چل سکتا، امام بخاری، ابن ابی حاتم اور امام مسلم وغیرہ نے بھی تاریخیں لکھی تھیں، اسی ضرورت کو سامنے رکھ کر امام ابن ماجہ نے بھی تاریخ لکھی تھی مگر افسوس کہ امام موصوف کی یہ دونوں تصنیفات ناپید ہیں، متداول کتابوں میں ان کے حوالے بھی نہیں ملتے۔

(۳)۔ **السنن:** یہی امام ابن ماجہ کی وہ مایۂ ناز اور شہرۂ آفاق تصنیف ہے جس نے آپ کی امامت کا سکہ بٹھایا، آپ نے اپنی یہ تصنیف جب مشہور محدث ابو زرعہ رازی کی خدمت میں پیش کی تو دیکھ کر فرمایا: اظنّ ان وقع ھذا فی ایدی الناس تعطلت ھذہ

---

[1] ص ۱۲۴ و ۱۲۵

الجوامع او اکثرھا، محدث رافعی شافعی متوفی ۶۲۳ھ نے تاریخ قزوین میں لکھا ہے :
والحفاظ یقرنون کتابہ بالصحیحین وسنن ابی داود والنسائی ویحتجون بما فیہ ،
ابن کثیر فرماتے ہیں : **وھی دالة علی علمہ وعملہ وتبحرہ واطلاعہ واتباعہ السنة فی الاصول والفروع** [1]

سنن کی خصوصیات : سنن ابن ماجہ اپنے اندر دو ایسی خصوصیتیں رکھتی ہے جس کی وجہ سے صحاح ستہ میں ممتاز ہے :

(۱) ۔ حسن ترتیب : یعنی انتہائی خوبی اور عمدگی کے ساتھ احادیث کو باب وار بغیر کسی تکرار کے بیان کیا گیا ہے، شاید اسی خوبی کی وجہ سے امام ابوزرعہ نے یہ فرمایا تھا کہ لوگوں کے ہاتھ میں اگر یہ سنن پہونچ گئی تو اکثر جوامع معطل ہوکر رہ جائیں گی، چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ دوسری بہت سی ایسی کتابیں ہیں جو صحت میں ابن ماجہ سے برتر ہیں لیکن انکو وہ قبولیت عامہ حاصل نہیں جو سنن ابن ماجہ کو حاصل ہے، سنن نسائی کی اتنی حواشی اور شروح نہیں لکھی گئیں جتنی سنن ابن ماجہ کی حالانکہ نسائی صحت میں ابن ماجہ سے کہیں برتر ہے۔

ابن کثیر نے بھی اس خصوصیت کا ذکر کیا ہے لکھتے ہیں: **وھو کتاب مفید قوی التبویب فی الفقہ۔**
حافظ ابن حجر کہتے ہیں: **وکتابہ فی السنن جامع جید۔**

(۲) ۔ دوسری خصوصیت یہ ہے کہ یہ مجموعہ ایسی بہت سی حدیثوں پر مشتمل ہے جس سے صحاح ستہ کی دوسری کتابیں یکسر خالی ہیں، اس بناء پر اس کی افادیت ان کتابوں سے کہیں زیادہ ہوگئی ہے، صحابۂ کرام میں حضرت معاذ بن جبلؓ کا یہ معمول تھا کہ وہ بیشتر ایسی حدیثیں بیان کرتے تھے جو اوروں کو معلوم نہیں ہوتی تھیں، علامہ ابوالحسن سندھی کی رائے میں امام ابن ماجہ کا یہ طرز عمل حضرت معاذؓ کی اتباع پر مبنی ہے، حضرت معاذؓ کا یہ معمول خود سنن ابن ماجہ میں منقول بھی ہے، (**باب النھی عن الخلاء علی قارعة الطریق**) [2]

---

[1] ص ۱۲۵ تا ۱۲۸ [2] ۲۳۱ و ۲۳۲

اسی مقصد کے پیش نظر سنن ابن ماجہ میں ضعیف حدیثیں بھی آگئی ہیں اگر یہ مقصد پیش نظر نہ ہوتا تو وہ بھی اس باب میں صحیح حدیثیں ذکر کرسکتے تھے جیسا کہ کتب خمسہ کے مصنفین نے ذکر کیا تھا۔

(۳)۔ تیسری خصوصیت یہ ہے کہ سنن ابن ماجہ میں بخاری کے بعد سب سے زیادہ ثلاثی حدیثیں پائی جاتی ہیں، ثلاثی کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ مصنف اور آنحضور ﷺ کے درمیان صرف تین واسطے ہوں، اگر دو واسطے ہوں تو ان کو ثنائی اور اگر صرف ایک واسطہ ہو تو انکو وحدانی کہا جاتا ہے، امام ابو حنیفہؒ کو چونکہ تابعی ہونے کا شرف حاصل ہے (اور اس تابعیت کو خطیب بغدادی اور دارقطنی جیسے متعصبین نے بھی تسلیم کیا ہے) آپ نے صحابہ کو دیکھا اور ان سے روایت بھی کیا ہے اسلئے آپ کی مرویات میں وحدانیات بھی ہیں، یہ شرف ائمہ اربعہ میں سے کسی کو حاصل نہیں، اس کے بعد ثنائیات ہیں، یہ علو اسناد ائمہ اربعہ میں صرف امام ابو حنیفہؒ اور امام مالکؒ کو حاصل ہے، اس کے بعد ثلاثیات ہیں، امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کی مرویات میں سب سے عالی یہی ہیں، اس شرف میں ان دونوں بزرگوں کے ساتھ امام بخاریؒ، ابن ماجہ، ابو داود اور ترمذی بھی شریک ہیں، بخاری میں ثلاثیات ۲۲، ابن ماجہ میں ۵ ہیں، ابو داود[۱] اور ترمذی میں صرف ایک ایک حدیث ثلاثی ہے، اس لحاظ سے ابن ماجہ کو بخاری کے بعد صحاح ستہ میں فوقیت حاصل ہے، امام مسلم اور نسائی کو کسی تبع تابعی سے سماعت حاصل نہیں اسلئے ان کی سب سے عالی روایات رباعیات ہیں، ابن ماجہ کی پانچ ثلاثیات کیلئے دیکھئے ابن ماجہ اور علم حدیث ص ۱۱۹

۱۔ ابو داود میں یہ حدیث حوض کے متعلق سوال میں ص ۶۵۳ پر ہے، یہ رباعی بحکم ثلاثی ہے، اسکی صورت یہ ہوتی ہے کہ تابعی تابعی سے نقل کرے اور وہ صحابی سے یا صحابی صحابی سے نقل کرے تو دونوں تابعین یا دونوں صحابہ کو ایک درجہ میں ہونے کی وجہ سے ایک کے حکم میں مان لیا جائے، ان کیساتھ ایک راوی ہو جس سے مصنف نے روایت لی ہو تو اسکو رباعی بحکم ثلاثی کہا جائے گا۔ رسالۂ مستطرفہ للکتانی ص ۸۳

۲۔ ص ۱۱۸ و ۱۱۹

سنن ابن ماجہ کا شمار صحاح ستہ میں : سنن ابن ماجہ کی پہلی خصوصیت یعنی بہت سی زائد حدیثوں کا اس میں پایا جانا ہی وہ خاص امتیاز ہے جسکی وجہ سے بہت سے حفاظ حدیث نے صحاح کی تعداد پانچ سے بڑھا کر چھ کردی، سب سے پہلے جس نے سنن ابن ماجہ کو صحاح خمسہ کے ساتھ شامل کرکے صحاح ستہ میں داخل کیا وہ محدث ابو الفضل محمد بن طاہر مقدسی متوفی ۵۰۷ھ ہیں، موصوف نے شروط الائمۃ الستہ اور اطراف الکتب الستہ کے نام سے دو کتابیں لکھیں، بعد کے اکثر علماء نے علامہ مقدسی سے اتفاق کیا۔

علامہ مقدسی کے ہم عصر محدث رزین بن معاویہ عبدری مالکی م ۵۲۵ھ نے اپنی کتاب 'التجرید للصحاح والسنن' میں کتب خمسہ کے ساتھ ابن ماجہ کے بجائے مؤطا امام مالکؒ کو شامل کیا، انکے بعد محدث ابن الاثیر جزریؒ متوفی ۶۰۶ھ نے جامع الاصول میں رزین کی موافقت کرتے ہوئے صحاح خمسہ کے ساتھ مؤطا کی روایتوں کو جمع کیا۔

انکے اور بعد شیخ ابن الصلاحؒ متوفی ۶۴۲ھ اور ان کے بعد علامہ نوویؒ متوفی ۶۷۶ھ نے معتمد کتابوں کی فہرست میں صحاح خمسہ کے مصنفین کی وفیات ذکر کیں اور امام ابن ماجہ کو سرے سے نظر انداز کرگئے۔

لیکن ان حضرات کے اختلاف کے باوجود اکثر محدثین نے ابن طاہر مقدسی کی موافقت کی، حافظ سیوطیؒ لکھتے ہیں: **فتابعه اصحاب الاطراف و الرجال**۔

چنانچہ سب سے پہلے حافظ عبد الغنی مقدسی متوفی ۶۰۰ھ نے الکمال فی اسماء الرجال میں ان چھوں کتابوں کے رجال کو یکجا جمع کیا پھر اسی کی تہذیب حافظ مزیؒ نے کی، بعدہ اس کی تہذیب حافظ ابن حجرؒ نے کی جس کا نام تہذیب التہذیب ہے۔

امام نوویؒ کے زمانہ ہی میں سنن ابن ماجہ کو صحاح ستہ میں داخل کرنا مشہور ہوگیا تھا، اس کی تصریح بھی حافظ سیوطیؒ نے کی ہے۔ (تدریب الراوی)

یہ شمول صرف سنن ابن ماجہ کے کثرت زوائد ہی کی بنیاد پر ہوا تھا، اور اس کی اسی

افادیت کی وجہ سے شہرت وقبول بھی حاصل ہوا ورنہ مؤطا کا مقام بہت بلند ہے، مؤطا کے مقابلہ میں صحاح ستہ کو پیش کرنا صریح نا انصافی ہے، شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اور نواب صدیق حسن خاں صاحبؒ قنوجی کی تحقیق میں بخاری کا درجہ بھی مؤطا کے بعد ہے۔

بعد کے دور میں حافظ صلاح الدین علائی م ۷۶۱ھ نے یہ رائے ظاہر کی کہ صحاح ستہ میں بجائے ابن ماجہ کے سنن دارمی کو رکھنا چاہئے، کیونکہ اس کے رواۃ میں ضعفاء کم، اور شاذ ومنکر روایات نادر ہیں، حافظ ابن حجرؒ نے بھی اسکی تائید کی اور کہا کہ ایسا ہی بہتر ہوگا، لیکن خود حافظ صاحب کا عمل جمہور کے ساتھ رہا اور قبولیت عامہ کی وجہ سے عملا اختلاف نہیں کرسکے ۱ ؎ ایں سعادت بزور بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

صحت کے لحاظ سے ابن ماجہ کا درجہ : حافظ ذھبی نے فرمایا: سنن ابوعبداللہ (ابن ماجہ) اچھی کتاب ہے کاش اسکو چند واہی (کمزور) حدیثیں جو تعداد میں زیادہ نہیں ہیں خراب نہ کرتیں، امام ابوزرعہ رازی نے (ایک بیان کے مطابق) دس سے کچھ اوپر ان کی تعداد بتائی ہے، لیکن امام ذہبی نے امام ابن ماجہ کے واسطے سے امام ابوزرعہ کا جو بیان نقل کیا ہے اس میں یہ ہے کہ پوری تیس (۳۰) حدیثیں بھی ایسی نہیں ہیں جس میں ضعف ہے، لیکن امام سیوطی فرماتے ہیں کہ یہ حکایت یا تو صحیح نہیں اسلئے کہ سند میں انقطاع ہے یا ابوزرعہ نے پوری کتاب نہیں دیکھی ہوگی کچھ حصہ دیکھا ہوگا یا ان کی مراد ساقط سے انتہائی ساقط اور ضعیف حدیثیں مراد ہونگی۔

اسی طرح امام ذہبی فرماتے ہیں کہ ابوزرعہ کا قول اگر صحیح ہے تو اس سے مراد بالکل ہی ساقط گری پڑی حدیثیں ہیں ورنہ ایسی روایتیں جن سے حجت قائم نہیں ہوسکتی شاید ہزار (۱۰۰۰) کے قریب ہوں گی۔ (سیر اعلام النبلاء)

تیس (۳۰) کے قریب جن حدیثوں کو ابوزرعہ نے ضعیف بتایا ہے شاید وہ وہی حدیثیں ہیں

---

۱ ؎ ۲۳۲ تا ۲۳۵

جن کو ابن الجوزی نے موضوعات میں داخل کیا ہے، یا دیگر محدثین نے ان میں سے بعض کے موضوع ہونے کی تصریح کی ہے. (دیکھئے ماتمس الیہ الحاجۃ)

اس حقیقت کے اعتراف کے ساتھ کہ سنن ابن ماجہ میں بکثرت ضعیف روایتیں ہیں یہ کلی حکم کہ جو روایت صرف ابن ماجہ میں آئی ہو صحاح ستہ کی کسی دوسری کتاب میں نہ آئی ہو وہ ضعیف ہے۔ جیسا کہ حافظ مزی نے حکم لگایا ہے۔ زیادتی ہے.

حافظ ابن حجرؒ نے لکھا ہے کہ حافظ مزی کا یہ کلام احادیث کی بجائے رجال ابن ماجہ پر محمول کرنا زیادہ بہتر ہوگا، اسلئے کہ مفردات ابن ماجہ میں صحیح اور حسن احادیث بھی پائی جاتی ہیں.

لیکن کلی طور پر یہ بھی صحیح نہیں، ابن ماجہ میں ایسی روایتیں موجود ہیں جن کی تصحیح کی گئی ہے باوجودیکہ اس میں بعض رجال ایسے ہیں جن سے صرف ابن ماجہ ہی نے روایت کیا ہے، بہر حال حافظ ابن حجر کا یہ فیصلہ بالکل درست ہے :

كتابه في السنن جامع جيد كثير الابواب والغرائب وفيه احاديث ضعيفة جدا [1]

صحاح ستہ میں ابن ماجہ کا درجہ: صحاح ستہ میں سنن ابن ماجہ ضعیف حدیثوں کی کثرت کی وجہ سے سب سے فروتر ہے، یہی فیصلہ علامہ ابوالحسن سندھی نے شرح ابن ماجہ میں اور امیر یمانی نے "تنقیح الانظار" میں صادر فرمایا ہے، لیکن یہ واضح رہے کہ یہ ترجیح بحیثیت مجموعی ہے، اسکا یہ مطلب نہیں کہ کتب خمسہ کی ہر روایت سنن ابن ماجہ کی ہر روایت سے صحت میں زیادہ ہے کیونکہ سنن ابن ماجہ میں ایسی بھی حدیثیں ہیں جو صحت میں صحیح بخاری کی حدیثوں سے بھی اصح ہیں (اسکی مثالیں ابن ماجہ اور علم حدیث ص ۲۴۳ ۔۲۴۴ پر ملاحظہ ہوں) .

تلامذہ : حافظ مزی نے تہذیب الکمال ۱۷/ ۳۵۵ میں امام ابن ماجہ کے تلامذہ میں مندرجہ ذیل حضرات کے نام گنائے ہیں: ۱۔ علی بن سعید بن عبد اللہ العسکری ۲۔ ابراہیم بن دینار الحوشبی الہمدانی ۳۔ احمد بن ابراہیم القزوینی جد حافظ ابو یعلی ۴۔ ابو الطیب احمد بن روح

---

[1] ۲۳۸ تا ۲۴۱

شعرانی ۵۔ اسحاق بن محمد قزوینی ٦۔ جعفر بن ادریس ٧۔ حسین بن علی بن برانیار (یا دینار) ٨۔ سلیمان بن یزید قزوینی ٩۔ محمد بن عیسی صفار ١٠۔ ابوالحسن القطان علی بن ابراہیم بن سلمہ قزوینی ١١۔ ابوعمرو احمد بن محمد بن حکیم مدینی اصبہانی، ان کے علاوہ کی طرف و آخرون کہہ کر اشارہ کردیا۔

سنن ابن ماجہ کے مشہور راوی یہ چار حضرات ہیں: ١۔ ابوالحسن بن قطان ٢۔ سلیمان ابن یزید ٣۔ ابوجعفر محمد بن عیسی ۴۔ ابوبکر حامد ابہری (امام رافعی)، حافظ ابن حجر نے سعدون اور ابراہیم بن دینار دو شخصوں کا اضافہ کیا ہے، مگر ان میں ابوالحسن بن قطان کی روایت ہی کو قبول عام نصیب ہوسکا، ان کے نسخہ میں بہت سی روایتیں خود انکی سند سے بھی منقول ہیں، مطبوعہ نسخوں میں جو جگہ جگہ قال ابوالحسن حدثنا آتا ہے اس سے یہی مراد ہیں۔

ابن قطان: یہ ابن قطان اپنے وقت کے بہت بڑے عالم اور حافظ حدیث تھے، حافظ ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں انکا ترجمہ ان لفظوں میں شروع کیا ہے: **القطان الحافظ الامام القدوة ابوالحسن علی بن ابراهیم بن سلمه بن بحر القزوینی محدث قزوین وعالمها.**

فن حدیث میں ابوحاتم رازی، امام ابن ماجہ، حارث بن ابی اسامہ وغیرہ بہت سے اکابر محدثین کے شاگرد ہیں، بڑے عابد و زاہد تھے، تیس (٣٠) سال تک صائم الدھر رہے، افطار میں صرف روٹی اور نمک پر گزران کرتے تھے، ابن فارس لغوی کا بیان ہے: زمانۂ رحلت میں پوری ایک لاکھ حدیثیں حفظ کی تھیں، اخیر عمر میں نابینا ہوگئے تھے، کہا کرتے تھے کہ یہ مجھے کثرت کلام کی سزا ملی ہے، حافظ خلیلی نے ان کے بارے میں لکھا ہے:

ابو الحسن شیخ عالم بجمیع العلوم التفسیر و الفقه و النحو واللغة،

ان کی ولادت ٢۵۴ھ میں اور وفات ٣٤۵ھ میں ہوئی ہے [١]۔

تعداد ابواب واحادیث: حافظ ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ میں لکھا ہے: سنن ابن ماجہ

---

١ ٣٣٣ و ٣٤۵

میں بتیس (۳۲) کتابیں، پندرہ سو (۱۵۰۰) ابواب اور چار ہزار حدیثیں ہیں، جو تھوڑی سی روایات کے علاوہ سب کے سب عمدہ ہیں . (البدایہ والنہایہ ۲۴۴)

شروح وحواشی :بنسبت نسائی کے سنن ابن ماجہ پر زیادہ شروح وحواشی لکھے گئے ہیں، ذیل میں اس کی فہرست لکھی جاتی ہے :

شروح	مصنفین
۱ شرح سنن ابن ماجہ	امام حافظ علاء الدین مُغلطائی بن قلیج بن عبد اللہ الحکمی المتوفی ۷۶۲ھ یہ صرف ایک حصہ کی شرح پانچ جلدوں میں ہے
۲ شرح سنن ابن ماجہ	ابن رجب زبیری، اس کا ذکر شیخ ابو الحسن سندھی نے اپنے حواشی میں کیا ہے، یہ مشہور ابن رجب کے سوا کوئی اور ابن رجب معلوم ہوتے ہیں
۳ ماتمس الیہ الحاجہ علی سنن ابن ماجہ	شیخ سراج الدین عمر بن علی بن الملقن متوفی ۸۰۴ھ یہ صرف زوائد علی الخمسہ کی شرح ہے
۴ الدیباجہ فی شرح ابن ماجہ	شیخ کمال الدین محمد بن موسی دمیری م ۸۰۸ھ یہ شرح پانچ جلدوں میں ہے
۵ شرح سنن ابن ماجہ	حافظ برہان الدین ابراہیم بن محمد المعروف بسبط ابن العجمی المتوفی ۸۴۱ھ ایک مختصری تعلیق ہے
۶ مصباح الزجاجہ شرح ابن ماجہ	علامہ جلال الدین السیوطی متوفی ۹۱۱ھ اس کا بھی خلاصہ شیخ دمنتی نے کیا ہے جو نور مصباح الزجاجہ سے موسوم ہے
۷ شرح سنن ابن ماجہ	محدث ابو الحسن سندھی حنفی متوفی ۱۱۳۸ھ یہ سیوطی کے حاشیہ سے زیادہ جامع ہے، شیخ کا نام محمد بن عبد الہادی ہے

شروح	مصنفین
٨ انجاح الحاجہ بشرح سنن ابن ماجہ	شیخ عبد الغنی بن ابی سعید مجددی دہلوی ثم المدنی حنفی متوفی ١٢٩٥ھ، یہ ایک مختصر مگر جامع اور عمدہ شرح ہے یہ ہندوستان میں عموما دستیاب ہے
٩ حاشیہ بر سنن ابن ماجہ	مولانا فخر الحسن گنگوہی، یہ حاشیہ بار بار طبع ہوا ہے اس میں حواشی سیوطی اور شیخ عبد الغنی کو اضافہ کے ساتھ جمع کیا گیا ہے
١٠ مفتاح الحاجہ شرح سنن ابن ماجہ	شیخ محمد علوی یہ بھی اصح المطابع لکھنؤ میں طبع ہو چکا ہے

تلك عشرة كاملة

ذہبی نے المجرد میں ابن ماجہ کے ان رجال کو جمع کیا ہے جن سے صحیحین میں کوئی روایت نہیں آئی ہے، اس کا ایک نسخہ ظاہریہ دمشق میں موجود ہے۔

حافظ شہاب الدین بوصیری نے زوائد ابن ماجہ کو علیحدہ جمع کیا ہے [١]

ما شاء الله

---

[١] ٢٣٥ و ٢٣٦

ہماری سند امام ابن ماجہ تک

	رجال سند	ولادت	وفات
۱	فضل الرحمٰن الاعظمی بن القاری المفتی حفیظ الرحمٰن الاعظمی المئوی شیخ الحدیث اطال اللہ بقاءہ	۱۳۶۶ھ ۱۹۴۶ء	
۲	المحدث الجلیل والعلامۃ الکبیر الشیخ حبیب الرحمٰن الاعظمی نور اللہ مرقدہ	۱۳۱۹ھ ۱۹۰۱ء	۱۴۱۲ھ ۱۹۹۲ء
۳	الشیخ محمد عبد الغفار الحنفی النقشبندی المئوی الاعظمی رحمہ اللہ	۱۲۸۳ھ	۱۳۴۱ھ
۴	شیخ محمد عبد الحق الالٰہ آبادی المہاجر المکی شیخ الدلائل رحمہ اللہ	۱۲۵۲ھ	۱۳۳۳ھ
۵	شیخ قطب الدین الدہلوی المتوفی بمکۃ المکرمۃ رحمہ اللہ	۱۲۱۹ھ	۱۲۷۹ھ
۶	شیخ محمد اسحاق ابو سلیمان الدہلوی المکی رحمہ اللہ	۱۱۹۶ھ یا ۱۱۹۷ھ	۱۲۶۲ھ
۷	الشیخ عبد العزیز بن ولی اللہ المحدث الدہلوی رحمہ اللہ	۱۱۵۹ھ	۱۲۳۹ھ
۸	الشیخ الشاہ ولی اللہ المحدث الدہلوی رحمہ اللہ	۱۱۱۴ھ	۱۱۷۶ھ
۹	الشیخ ابو طاہر محمد عبد السمیع الکردی المدنی رحمہ اللہ	۱۰۸۱ھ	۱۱۶۳ھ
۱۰	الشیخ ابراہیم بن حسن الکردی الکورانی المدنی رحمہ اللہ	۱۰۲۵ھ	۱۱۰۱ھ
۱۱	شیخ احمد بن محمد البدری القشاشی المالکی المدنی رحمہ اللہ	۹۹۱ھ	۱۰۷۱ھ
۱۲	شیخ احمد بن علی عبد القدوس الشناوی المصری المدنی رحمہ اللہ	۹۷۵ھ	۱۰۲۸ھ

۱۳	شیخ شمس الدین محمد بن احمد بن حمزہ الرملی المصری رحمہ اللہ	۹۱۹ھ	۱۰۰۴ھ
۱۴	الشیخ زین الدین زکریا الانصاری السنیکی المصری رحمہ اللہ	۸۲۳ھ	۹۲۶ھ
۱۵	شیخ احمد ابن حجر العسقلانی القاہری رحمہ اللہ	۷۷۳ھ	۸۵۲ھ
۱۶	شیخ علی بن محمد بن محمد بن ابی المجد الدمشقی ابوالحسن الجوزی رحمہ اللہ	۷۰۷ھ	۸۰۰ھ
۱۷	شیخ احمد بن ابی طالب الحجار شہاب الدین ابوالعباس رحمہ اللہ	۶۲۳ھ (او فی حدود ۶۲۲ھ لامع ۱۷)	۷۳۰ھ
۱۸	شیخ انجب بن ابی السعادات بن محمد بن عبد الرحمٰن الحمامی ابوعبداللہ رحمہ اللہ	۵۵۴ھ	۶۳۵ھ
۱۹	شیخ طاہر بن محمد بن طاہر القدسی الھمذانی ابوزرعہ رحمہ اللہ	۴۸۱ھ	۵۶۶ھ
۲۰	شیخ محمد بن حسین بن الھیثم المقومی القزوینی قاضی القضاۃ ابومنصور رحمہ اللہ	۳۹۸ھ	۴۸۴ھ او بعدھا
۲۱	شیخ قاسم بن ابی المنذر الخطیب القزوینی ابوطلحہ رحمہ اللہ	؟	۴۰۹ھ یا ۴۱۰ھ
۲۲	شیخ علی بن ابراہیم بن سلمہ بن بحر القزوینی ابوالحسن رحمہ اللہ	۲۵۴ھ	۳۴۵ھ
۲۳	شیخ الاسلام الحافظ محمد بن یزید ابن ماجہ الربعی القزوینی رحمہ اللہ	۲۰۹ھ	۲۷۳ھ

فضل الرحمٰن اعظمی ۳۰/ رجب ۱۴۲۸ھ ۱۴/ ۸/ ۲۰۰۷ء

(ماخوذ از عجالۂ نافعہ و فوائد جامعہ) شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ ومولانا محمد عبدالحلیم چشتی مدظلہ والکلام المفید ۴۳۰